ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

پاکستان میں اسلامیات کے نصاب کا نظریاتی وتدریسی تجزیہ: پرائمری سے اعلیٰ ثانوی سطح تک تعلیمی ساخت اور فکری اثرات کا مطالعہ

A THEORETICAL AND PEDAGOGICAL ANALYSIS OF THE ISLAMIC STUDIES CURRICULUM IN PAKISTAN: A STUDY OF EDUCATIONAL STRUCTURE AND IDEOLOGICAL IMPACT FROM PRIMARY TO HIGHER SECONDARY LEVELS

Asma Ashfaq
M.Phil Scholar, Department of Education, University of Sargodha,
asmaashfaq909@gmail.com
Dr Ashfaq Ahmed
Assistant professor Department of Islamic studies Ghazi University.
Dera Ghazi Khan, Pakistan
aahmed@gudgk.edu.pk

Abstract

This research critically examines the structure, pedagogical implementation, and ideological foundations of the Islamic Studies curriculum in Pakistan from primary to higher secondary levels. The study investigates how effectively the curriculum fulfills its dual mandate: to impart religious knowledge and to shape the moral and ideological outlook of students in an Islamic republic founded on the principles of the Qur'an and Sunnah. It begins by analyzing the theoretical underpinnings of Islamic education, contextualizing it within the ideological narrative of Pakistan. The curriculum's alignment with the Objectives Resolution, Article 31 of the Constitution, and National Education Policies is critically reviewed. A comparative study of syllabi from various educational boards—Punjab, Sindh, Khyber Pakhtunkhwa, and Balochistan—reveals disparities in content depth, presentation, and pedagogical coherence .The study finds that although the curriculum includes essential Islamic concepts such as monotheism, the life of the Prophet Muhammad ﷺ, and basic Islamic ethics, it often suffers from superficial treatment, fragmented presentation, and a lack of cognitive progression. Teaching methodologies are predominantly lecture-based and emphasize rote memorization, with limited use of inquiry-based or experiential learning. Furthermore, the professional training of Islamic Studies teachers remains inadequate, affecting both the delivery and impact of the subject.The research also assesses the broader social and intellectual effects of the curriculum. It observes that while Islamic Studies contributes to moral awareness, it rarely fosters critical thinking, tolerance, or an understanding of religious diversity. The absence of contemporary themes—such as global ethical challenges, religious pluralism, and responses to secular ideologies—limits the curriculum's relevance in the modern context.In conclusion, the study calls for a comprehensive revision of the Islamic Studies curriculum to ensure ideological clarity, pedagogical effectiveness, and intellectual responsiveness. Recommendations include enhanced teacher training, integration of modern educational tools, balanced representation of different Islamic schools of thought, and the incorporation of real-life applications of Islamic teachings. Such reforms are deemed vital for nurturing well-rounded, morally conscious, and intellectually prepared citizens in a 21st-century Islamic society.

Keywords:
Islamic Studies Curriculum, Ideological Education, Pakistan Education System, Religious Pedagogy, Islamic Values, Educational Policy, Primary to Higher Secondary, Moral Development, Critical Thinking, Curriculum Reform.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

موضوع کا تعارف اور پس منظر:

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے جس کی بنیاد اسلامی اصولوں پر رکھی گئی۔ قیامِ پاکستان کے مقاصد میں سب سے نمایاں مقصد ایسا معاشرہ تشکیل دینا تھا جو قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی فکری، تہذیبی، اور تعلیمی جہات کو ترتیب دے۔ تعلیمی نظام، بالخصوص اسلامیات کا نصاب، اس مقصد کے حصول کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ تاہم، وقت کے ساتھ ساتھ یہ سوال اٹھتا رہا ہے کہ کیا موجودہ نصابِ اسلامیات اس نظریے کی مکمل ترجمانی کر رہا ہے؟

"پاکستان کا تعلیمی نظام اسلامی اقدار کے فروغ کا ذریعہ بننے کے بجائے بسا اوقات مغربی افکار کے اثرات کا مظہر دکھائی دیتا ہے"[1]

تحقیق کی اہمیت اور ضرورت

موجودہ تعلیمی ڈھانچے میں اسلامیات کی تدریس کو محض ایک مضمون کے طور پر دیکھا جاتا ہے، نہ کہ زندگی کی ہمہ جہت تشکیل کے وسیلے کے طور پر۔ جبکہ نظریۂ پاکستان اسلامی تعلیمات پر استوار ہے، لیکن نصاب کی نوعیت، تدریسی مقاصد، اور اساتذہ کی تربیت اکثر اس نظریے سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ لہٰذا، اس تحقیق کے ذریعے یہ جانچنا ناگزیر ہو گیا ہے کہ آیا موجودہ نصاب، بالخصوص پرائمری سے اعلیٰ ثانوی سطح تک، نظریاتی و فکری تقاضوں پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔[2]

تدریس اسلامیات کی ابتداء وارتقاء اور تاریخی پسِ منظر

اعلان نبوت کے ساتھ ہی تعلیم و تربیت کا آغاز اور مدرسہ کی ابتدا ہوئی۔ قرآن مجید کی نازل ہونے والی پہلی وحی، جو غار حرا میں، ہمارے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہوئی، لفظ "اقراء"[3] سے شروع ہوتی ہے جس کا معنی ہے پڑھیے۔ علم، قلم، اقراء کے الفاظ جو پہلی وحی میں استعمال ہوئے ہیں۔ ہمیں درس و تدریس، تعلیم و تعلم کی اہمیت سے آگاہ کر رہے ہیں۔ مدرسہ کا مفہوم اگر یہ لیا جائے جو اپنی مستقل عمارت، معلمین و مدرسین اور طالب علموں پر مشتمل ہو، مخصوص تعلیمی نصاب اور منصوبہ بندی کے مطابق علوم وفنون سیکھائے جاتے ہوں، تو اس طرح کے مدرسہ کا وجود اسلام کے ابتدائی ایام میں نہیں تھا اور مسجد ہی تمام مذہبی، علمی، سماجی، ریاستی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ مساجد کے علاوہ بزرگان دین کی خانقاہیں بھی مدارس دینیہ کا کام دیتی تھیں۔[4] سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر کے صحن میں قائم مسجد ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے گھر اور دارارقم کو مدرسہ دارالقرآن سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔[5] متعدد قرآن پاک کے معلمین و مدرسین تیار ہوئے، جنہوں نے آگے دوسروں کو قرآن پاک کی تعلیم دی۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ، فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں دارارقم میں مقیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک اور دین متین کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ دار ارقم میں رہائش پذیر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے کھانے کا اہتمام و انصرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب استطاعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ہاں فرمار کھا تھا۔[6] مدینہ منورہ میں قبا میں حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مکان بیت العزاب (مسافر و غریب، تنہا و مجرد لوگوں کا گھر) رہائشی مدرسہ تھا۔[7] جب کہ اصحاب صفہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ مسافر اور بیرونی طلبہ یعنی مختلف وفود اور افراد جو مدینہ طیبہ کے باہر سے تشریف لاتے تھے۔ ان سب کی رہائش کا انتظام دار رملہ بنت حارث میں ہوا کرتا تھا[8]۔

---

[1] خالد محمود، نصاب تعلیم اور اسلامی نظریہ حیات، لاہور: ادارہ اشاعت، ۲۰۱۵ء، ص: ۲۳

[2] وزارتِ تعلیم پاکستان، قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء (اسلام آباد: وزارتِ تعلیم، ۲۰۰۹ء)، ص: ۱۲۔

[3] القرآن، العلق: ۱۔

[4] ڈاکٹر احمد شبلی، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹ء)، ۲۳۔

[5] ابو الولید محمد بن عبد اللہ ابن احمد ارزقی، اخبار مکہ (بیروت: دار حیاء الکتب العربیہ، ۱۳۹۰ھ)، ۲: ۲۱۰۔

[6] علامہ علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرۃ الحلبیہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۷ھ)، ۱: ۴۶۵۔

[7] امام احمد بن محمد قسطلانی، مواہب لدنیہ (لاہور: فرید بک سٹال، ۱۴۳۲ھ)، ۱: ۶۷۹۔

[8] امام احمد بن محمد قسطلانی، مواہب لدنیہ، ۱: ۶۷۹۔

اصحاب صفہ کے کھانے کا اہتمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ حضرت سالم رضی اللہ تعالی عنہ جو حضرت ابو حذیفہ کے مولا یعنی آزاد کردہ غلام ہیں، ہجرت مدینہ سے پہلے قبا میں قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ شریف میں نقیع الخضمات کے مقام پر قرآن پاک پڑھاتے تھے۔ حضرت رافع بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ مسجد بنی زریق میں تعلیمی خدمات سر انجام دیتے تھے۔ یہ سب معلمین مکہ مکرمہ سے قرآن پاک سیکھ کر مدینہ منورہ گئے تھے اور مختلف جگہوں پر امامت اور تعلیم قرآن کی خدمات سر انجام دیتے تھے[1]۔

ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ منورہ میں عظیم مرکزی مدرسہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائم ہوا۔ جس کے سب سے اولین معلم سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی اسی مدرسہ کے معلم اور مدرس تھے۔[2]

مدینہ طیبہ کے گلی کوچہ قرآن پاک کی دلنشین صدا سے گونج اٹھے۔ گھروں میں مستورات اور کمسن بچوں کو تعلیم قرآن دی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان صحابہ کرام کو جو قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر چکے تھے، مختلف قبائل میں روانہ فرماتے تھے تاکہ وہ لوگوں کو وہاں دین کی تعلیم دیں اور قرآن پاک سکھائیں۔

عہد صحابہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے درس و تدریس اور تعلیم قرآن و تعلیم دین پر خاص توجہ فرمائی۔ سنن جمع کرنے کا ارادہ فرمایا مگر اس خیال سے جمع نہیں کیں کہ کہیں اگلی امتوں کی طرح یہ امت بھی کتاب اللہ سے غافل نہ ہو جائے۔ شام، بصرہ اور مختلف شہروں میں علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم دین کے لئے روانہ کیا۔ بچوں کی تعلیم کے لیے مدارسِ قائم کیے۔ قرآن کی کتابت کروائی اور کثیر تعداد میں مصاحف تیار کروا کر عالم اسلام میں بھیجے۔ قرآن مجید حفظ کرنے والوں کو انعام اور وظیفے دیئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بھرپور توجہ اور بہترین کوششوں سے عالم اسلام کے ہر شہر اور ہر کوچے میں مدرسہ بن گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خصوصیات میں دینی علوم کی نشر واشاعت شامل ہے۔[3]

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت دین میں نمایاں حصہ لیا اور ان کے دور میں کتابت حدیث کا کام سرکاری سطح پر کیا گیا[4]۔ بچوں اور بڑوں کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا۔ تاریخ اسلام میں احادیث وفقہ کی کتب کی تدوین و تالیف کا آغاز ہوا۔ مختلف علاقوں میں معلمین روانہ فرمائے۔ مرور زمانہ کے ساتھ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاک وبابرکت وجود سے دنیا خالی ہو رہی تھی۔ ان کے شاگرد اب ان کے علومِ قرآنیہ کے وارث وامین تھے۔ تشنگانِ علوم اسلامیہ ان سے سیکھنے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسجدوں اور گھروں میں تعلیمی حلقے ومجالس قائم ہوتی تھیں۔ اسی سنت کے مطابق علماء اسلام نے مساجد کو تعلیم و تعلم کا مرکز بنایا۔ تقریبا دو سو سال تک یہ سلسلہ درس و تدریس مساجد میں جاری رہا۔ ۱۵ فقہائے کرام اور محدثین عظام نے مساجد کو ہی مکتب و مدرسہ بنائے رکھا۔ کسی خلیفہ وامیر نے مدرسے کی تعمیر کی طرف توجہ نہ دی۔ تیسری صدی ہجری میں دینی درسگاہ کے قیام کے سلسلے میں سب سے پہلے دو بہنوں نے شاندار قدم اٹھایا۔ یکم رمضان ۲۴۵ھ میں جامعہ قرویین کی بنیاد رکھی گئی۔[5] فاطمہ بنت محمد بن عبد اللہ فہری نے اپنے پاک وراثتی مال سے قبیلہ ہوارہ میں زمین خریدی، اپنی زمین سے پتھر نکلوایا اور مسجد کے ارد گرد دینی علوم کے طلباء کے لئے حجرے اور کمرے تعمیر کروائے۔ جامعہ قرویین میں آج تک قرآن پاک اور علوم دینیہ کی تعلیم دی جاری ہے اور اس کا شمار مغرب کی قدیم ترین جامعات میں ہوتا ہے۔ اس کی دوسری بہن مریم بنت محمد بن عبد اللہ فہری نے بھی اسی سال ۲۴۵ھ میں فاس شہر میں جامعہ اندلس کی بنیاد رکھی اور اس کے اطراف میں طلباء کے قیام اور رہائش کے لیے کمرے تعمیر کرائے۔[6]

---

[1] محمد بن عمر واقدی، کتاب المغازی (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۴ھ)، ۶۱۸۱۔
[2] ابی عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (بیروت: دار الجیل، س ن)، ۴:۱۲۸۔
[3] ڈاکٹر احمد شبلی، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ، ۲۳۔
[4] پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۱۹۹۹ء)، ۷:۱۳۲۔
[5] قاضی اطہر مبارک پوری، خیر القرون کی درسگاہیں (لاہور: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۰ء)، ۱۸۔
[6] لوثرب ستودارد (Lutherb Stoddard)، حاضر العالم الاسلامی (بیروت: دار الفکر، ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۷۱ء)، ۲:۲۹۳۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

مصر کے شہر قاہرہ میں ۳۶۱ھ میں جامعہ ازہر کی بنیاد رکھی گئی[1]۔ جس میں طلباء کے لئے بہترین رہائشی کمرے تیار کئے گئے۔ طلباء کے خورد و نوش اور دیگر ضروریات کے لئے لیے کفالت مدرسے کے ذمہ تھی۔ خطیب بغدادی بغداد کی جامع مسجد جامعہ منصورہ میں اپنی مجلس درس و تدریس قائم کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک بھی مسجد میں درس دیتے تھے جس میں تین سو سے سات سو تک فقہاء، علماء اور طلبہ شریک ہوتے تھے[2]۔ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے اطباء و فلاسفہ کے لیے بیت الحکمت قائم کر کے ان کی رہائش، خوراک اور وظائف کا اہتمام کیا۔[3]

بدلتے زمانے اور جدید دور کے تقاضوں کے پیش نظر حصول علم کے انداز بھی تبدیل ہونے لگے۔ علمی حلقوں میں اضافہ، درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کا ذوقِ سلیم پیدا ہوا اور بحث و تمحیص کی صدائیں بلند ہونے لگیں، چنانچہ مساجد کی جگہ مدارس تعلیم کا مرکز اور درس و تدریس کے لئے موزوں جگہ ثابت ہونے لگے۔ کیونکہ مساجد میں ادا کی جانے والی عبادات اور ذکر و فکر کے لئے پر سکون اور اطمینان بخش فضا ضروری ہے۔ اہل علم کے نزدیک تاریخ اسلام کا سب سے پہلا رسمی مدرسہ ایران کے شہر نیشاپور میں بنایا گیا مدرسہ بیہقیہ کے نام سے یہ مدرسہ موسوم ہوا[4]۔ ایک مدرسہ سلطان محمود غزنوی نے تعمیر کرایا۔ اس کے بھائی نصر بن سبکتگین نے مدرسہ سعیدیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا[5]۔ ایک مدرسہ امام ابن فورک کا وجود میں آیا تھا[6]۔ پانچویں صدی ہجری کی ابتدا میں ایک طرف کتب خانے منظم شکل میں سامنے آنا شروع ہو گئے تو دوسری جانب مدارسِ دینیہ اپنے بہترین تنظیمی و تعلیمی ڈھانچے سمیت وجود میں آنا شروع ہو گئے۔

پاکستان میں اسلامیات کے نصاب کا نظریاتی پس منظر

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے، اس لیے اس کے نظام تعلیم میں اسلامی اقدار کی بنیاد پر طلبہ کی تربیت بنیادی ہدف ہونا چاہیے۔ اسلامیات کا مضمون محض ایک درسی عنوان نہیں بلکہ نسلِ نو کی فکری، اخلاقی اور روحانی تعمیر کا وسیلہ ہے۔

"اسلامی تعلیم کا مقصد ایک صالح انسان کی تیاری ہے، جو دنیا و آخرت دونوں کی فلاح حاصل کر سکے"[7]

مروجہ نصاب میں یہ مقصد اکثر صرف امتحانی نکتہ نظر تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، جس سے طلبہ کی عملی و اخلاقی تربیت متاثر ہوتی ہے۔

نظریۂ پاکستان اور نصاب میں اسلامی اقدار

نظریۂ پاکستان اس تصور پر قائم ہے کہ مسلمان ایک الگ تہذیب، الگ تمدن، اور الگ تشخص رکھتے ہیں۔ یہ نظریہ نصابِ تعلیم میں اسلام کے مرکزی کردار کا متقاضی ہے۔ خاص طور پر اسلامیات کے نصاب کو نظریۂ پاکستان کی روح کے مطابق تشکیل دینا ناگزیر ہے۔

"پاکستان کے نصاب میں اسلامی نظریۂ حیات کو مرکزی حیثیت حاصل ہونی چاہیے تاکہ قومی یکجہتی اور فکری ہم آہنگی فروغ پا سکے"[8]

اسلامیات کی تدریس میں عقائد، عبادات اور اخلاقیات کی تشکیل

نصابِ اسلامیات کا بنیادی ڈھانچہ تین اہم ستونوں پر قائم ہوتا ہے:

1. عقائد: اللہ، رسالت، آخرت، فرشتے، کتابیں
2. عبادات: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج

---

[1] ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری المعروف بہ لابن الحاج، المدخل (القاہرہ: مکتبہ دار التراث، سن)، ۱:۲۰۳۔
[2] علامہ مقریزی، کتاب الخطط والآثار (بیروت: دار الکتب، ۱۴۱۸ھ)، ۲:۳۶۲۔
[3] ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری المعروف بہ لابن الحاج، المدخل، ۱:۲۰۳۔
[4] ایضاً، ۱:۲۰۳۔
[5] علامہ مقریزی، کتاب الخطط والآثار، ۲:۳۶۲۔
[6] ایضاً، ۲:۳۶۲۔
[7] مولانا مودودی، تعلیماتِ اسلامیہ، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۶۰ء، ص:۲۸
[8] قومی نصابِ تعلیم، وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان، ۲۰۰۶ء، ص:۷

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

3. اخلاقیات: صدق، دیانت، صبر، عفو، عدل

تاہم، موجودہ نصاب میں ان موضوعات کو اکثر محدود اور سطحی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، جس سے ان کا اصل تربیتی پہلو مدھم پڑ جاتا ہے۔ کئی درسی کتابوں میں عقائد اور اخلاقیات کے درمیان ربط کی کمی واضح ہے، جبکہ اسلام میں یہ دونوں باہم مربوط ہیں۔ یونسکو اور اقوام متحدہ کی تعلیمی پالیسیوں میں مذہب کو ایک شخصی معاملہ قرار دیا گیا ہے، جس کا اجتماعی نظام تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے برعکس، پاکستان کا نظریہ تعلیم مذہب کو فرد اور معاشرے دونوں کی تشکیل کا مرکز قرار دیتا ہے۔[1] پاکستان نے اقوام متحدہ کی بعض سفارشات کو قبول کرتے ہوئے تعلیم میں بین الاقوامی معیار شامل کیے، مگر اسلامی شناخت کو غالب رکھنے کی کوشش بھی کی۔ یہ دودھاری تلوار کئی بار نصاب کو فکری تضاد کا شکار بنا دیتی ہے۔

پاکستان کے آئین میں اسلامیات کی تعلیم کا مقام

آئین پاکستان اسلامی تعلیمات کو بنیادی حیثیت دیتا ہے:

"ریاست ایسی تعلیم مہیا کرے گی جو اسلامی اقدار پر مبنی ہو اور قرآن و سنت کی روشنی میں کردار سازی کرے"[2]

اس آئینی تقاضے کی روشنی میں اسلامیات کی تدریس محض ایک درسی ضرورت نہیں بلکہ ایک ریاستی ذمہ داری ہے۔

"قرآن مجید کی تعلیم مسلمانوں کے بچوں کے لیے لازمی ہوگی"[3]

اگرچہ آئینی و پالیسی سطح پر اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے، مگر عملی سطح پر اس کی گہرائی اور وسعت بہت محدود ہے۔ مختلف بورڈز کے نصاب میں بھی یکسانیت اور معیار کی کمی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اسلامیات کا نصاب پاکستان کے نظریاتی خدوخال کی تشکیل کا بنیادی ذریعہ ہے، لیکن اس کی موجودہ تدریسی و فکری حیثیت کئی حوالوں سے کمزور ہو چکی ہے۔ اسلامی نظریۂ حیات، اخلاقی اقدار، اور آئینی تقاضوں کے تحت نصاب کو نئے سرے سے تشکیل دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ نوجوان نسل کی فکری و عملی زندگی پر مثبت اثر ڈال سکے۔

پاکستان کے مختلف تعلیمی مراحل میں اسلامیات کا نصاب

پرائمری سطح پر اسلامیات کی نصابی ساخت

پرائمری سطح (درجہ 1 تا 5) پر اسلامیات کا نصاب طلبہ کی ابتدائی فکری اور اخلاقی تربیت کے لیے نہایت اہم مرحلہ ہے۔ اس مرحلہ میں نصاب میں درج ذیل موضوعات شامل کیے گئے ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی پہچان
- رسول اللہ ﷺ کی سیرت
- بنیادی اخلاقیات (سچائی، ادب، صفائی)
- چھوٹے سورتیں اور دعائیں
- ابتدائی نماز اور وضو کے احکام

اگرچہ موضوعات سادہ اور طلبہ کی عمر کے مطابق ہیں، تاہم مشق، سوال و جواب، اور سرگرمیوں کی کمی نے تدریس کو رٹے کے نظام تک محدود کر دیا ہے۔ اسلامی اقدار کو عملی سرگرمیوں سے جوڑنے کی ضرورت ہے تاکہ سیکھنے کا عمل محض معلوماتی نہ رہے بلکہ تربیتی بھی ہو۔

"تعلیم وہی مؤثر ہے جو کردار میں ڈھلے، صرف زبان یا یادداشت تک محدود نہ ہو"[4]

مڈل سطح پر تدریسی موضوعات اور اہداف

مڈل کلاسز (درجہ 6 تا 8) میں اسلامیات کے مضامین میں نسبتاً فکری وسعت لائی جاتی ہے۔ اب طلبہ کو عقائد کی مزید وضاحت، احکامِ شریعت، سیرتِ

---

[1] *UNESCO, Learning to Be: The Faure Report, 1972, p. 35.*

[2] آئین پاکستان 1973، آرٹیکل 31

[3] قومی نیشنل کریکولم، اسلامیات (درجہ اول تا پنجم)، وفاقی وزارت تعلیم، ۲۰۰۶ء۔ ی تعلیمی پالیسی 2009، دفعہ 4.2

[4] سید سلیمان ندوی، اسلامی تعلیم و تربیت، دہلی: ندوۃ المصنفین، ۱۹۳۹ء، ص: ۴۵

نبوی ﷺ کے مختلف پہلو، اور اخلاقی اقدار پر زیادہ تفصیل سے پڑھایا جاتا ہے۔ موضوعات کی مثالیں:

- توحید اور شرک کی تفصیل
- فرائض و واجبات
- سیرت کے اخلاقی پہلو
- اسلامی تہذیب
- بنیادی فقہی مسائل[1]

اس سطح پر درسی مواد کا زبان و بیان بعض اوقات مشکل ہوتا ہے، جو طلبہ کی فہم سے بالا ہوتا ہے۔ نیز، فرقہ وارانہ حساس موضوعات کو احتیاط سے متوازن انداز میں پیش نہ کیا جائے تو وہ تعصبات کو ہوا دے سکتے ہیں۔

3.3 ثانوی سطح (میٹرک) پر اسلامی موضوعات کا تنقیدی جائزہ

نویں اور دسویں جماعت میں اسلامیات لازمی (Compulsory) کے ساتھ بعض اسکولوں میں "اسلامیات اختیاری" (Elective Islamiyat) بھی پڑھائی جاتی ہے۔ اب موضوعات میں اجتماعی اور فکری گہرائی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

1. اسلامی عقائد کا عقلی و نقلی استدلال
2. قرآن و حدیث کا انتخابی مطالعہ
3. اسلامی نظام حیات (معاشرت، معیشت، عدل)
4. خلفائے راشدین کے کارنامے
5. سیرت النبی ﷺ کی عملی تطبیقات[2]

> "اسلامیات کے طلبہ کو محض حافظہ نہیں، بلکہ بصیرت کی بھی ضرورت ہے، تاکہ وہ جدید دنیا میں اسلامی افکار کو سمجھ سکیں"[3]

نصاب میں سوالات کی نوعیت رٹہ سسٹم پر مبنی ہوتی ہے، جس سے فکری تنقید یا تجزیہ کی صلاحیت کمزور رہتی ہے۔ طلبہ سیرت اور فقہ کو زندگی سے جوڑنے کے بجائے صرف امتحانی ضرورت سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ ثانوی سطح (انٹرمیڈیٹ) پر اسلامیات کی علمی گہرائی

درجہ 11–12 میں اسلامیات کا نصاب اسلامی تہذیب، فقہ، فلسفہ، اور معاشرتی نظریات سے روشناس کرواتا ہے۔ اہم موضوعات:

- قرآن کریم کا منتخب مطالعہ
- حدیث کا تعارف اور اہم اصول
- اسلامی ریاست اور نظام عدل
- اسلامی تعلیمات اور انسانی حقوق
- اسلامی افکار و تحریکات[4]

یہاں بھی فکری وسعت موجود ہے مگر طلبہ کی سطح کے مطابق تشریحات و تنقیحات کمزور ہیں۔ مثال کے طور پر، حدیث و فقہ کو علمی انداز سے پڑھانے کے

---

[1] پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلامیات، درجہ ہفتم، ۲۰۲۲ء۔

[2] سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلامیات لازمی، درجہ نہم، ۲۰۲۱ء۔

[3] ڈاکٹر فضل الرحمن، اسلام اور جدیدیت، کراچی: سنگ میل، ۱۹۹۰ء، ص:۶۷

[4] فیڈرل ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلامیات لازمی، انٹر میڈیٹ، ۲۰۲۰ء۔

بجائے سطحی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، جس سے موضوع کی عظمت واضح نہیں ہو پاتی۔

"اسلامی علوم کی تدریس اگر سادگی اور فہم کے ساتھ نہ ہو تو محض معلومات کا بوجھ بن کر رہ جاتی ہے"[1]

بورڈز کے نصاب میں صوبائی سطح پر فرق:

پاکستان کے مختلف تعلیمی بورڈز (پنجاب، سندھ، KP، بلوچستان) میں اسلامیات کے نصاب میں فرق پایا جاتا ہے، جو نہ صرف تدریسی عدم توازن پیدا کرتا ہے بلکہ فکری ہم آہنگی کو بھی متاثر کرتا ہے۔

- پنجاب بورڈ میں احادیث کی تعداد زیادہ ہے
- سندھ بورڈ میں اخلاقی اسباق پر زور ہے
- KP بورڈ میں فقہی جزئیات نمایاں ہیں
- بلوچستان بورڈ میں زبان قدرے سادہ ہے

یہ فرق قومی یکجہتی کے بیانیے کو کمزور کرتا ہے، اور طلبہ میں فکری تفریق پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لیے قومی سطح پر ایک متوازن اور ہم آہنگ نصاب کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں پرائمری سے لے کر اعلیٰ ثانوی سطح تک اسلامیات کے نصاب میں تدریجی ترقی تو موجود ہے، مگر فکری تسلسل، تدریسی گہرائی، اور عملی اطلاق کی شدید کمی ہے۔ بورڈز کے درمیان فرق، اور تدریسی مقاصد میں ابہام، اس مضمون کی نظریاتی افادیت کو متاثر کرتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نصاب میں فکری تشکیل اور عملی تربیت کے پہلو کو از سرِ نو استوار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

تدریسی طریقے، اساتذہ کی تیاری اور عملی مسائل

پاکستان میں اسلامیات کی تدریس عام طور پر لیکچر، یادداشت (memorization)، اور سوال وجواب کے طریقہ پر مبنی ہوتی ہے۔[2] ڈاکٹر خورشید احمد لکھتے ہیں:

"جب علم کی ترسیل یک طرفہ ہو، تو فہم محدود اور تربیت کمزور ہو جاتی ہے"[3]

اسلامیات جیسے فکری و اخلاقی مضمون کو محض لیکچر کے انداز میں پڑھانا مؤثر نہیں ہوتا۔ طلبہ کو عملی مثالیں، مباحثہ، اور کردار پر مبنی سرگرمیوں کے ذریعے شامل کرنا ضروری ہے۔

اساتذہ کی تربیت، استعداد اور نظریاتی فہم

اساتذہ اسلامیات کے نصاب کے اصل ترجمان ہوتے ہیں، مگر اکثر اوقات ان کی تربیت، علمی استعداد اور نظریاتی وابستگی مطلوبہ معیار پر پوری نہیں اترتی۔ بیشتر اساتذہ ڈگری یافتہ تو ہوتے ہیں، مگر تربیت یافتہ نہیں۔[4]

"معلم اگر خود اسلامی فکر سے ناآشنا ہو تو وہ طلبہ میں کیسے روحانی شعور پیدا کر سکے گا؟"[5]

موجودہ صورتحال میں اساتذہ کی سالانہ پیشہ ورانہ تربیت (In-service training) نہ ہونے کے برابر ہے، جس سے تدریسی معیار متاثر ہو رہا ہے۔

تدریسی مواد اور عملی سرگرمیوں کی نوعیت

اسلامیات کے مضامین میں عمومی طور پر تحریری مواد تو موجود ہوتا ہے، مگر عملی سرگرمیوں، سوالات، اور اخلاقی تربیت کے لیے مخصوص مشقیں کم ہوتی ہیں۔[6] چند کتابیں "نماز کا طریقہ" تو سکھاتی ہیں، مگر مسجد میں عملی تربیت یا سلوک و آدابِ عبادت پر سرگرمیوں کی کمی ہے۔ نصاب کو عملیاتی تدریس

[1] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ اسلامیات، اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی، ۲۰۱۰ء، ص: ۹۴
[2] وزارتِ تعلیم پاکستان، تدریسی طریقے اور درسی رہنما اصول (اسلام آباد: ۲۰۰۸ء)، ص: ۴۲۔
[3] ڈاکٹر خورشید احمد، تعلیم اور تربیت میں اسلامی اصول، کراچی: ادارہ فکر نو، ۱۹۹۵ء، ص: ۶۱
[4] پاکستان ایجوکیشن کمیشن رپورٹ ۲۰۱۶، "اساتذہ کی تیاری اور نصابی مطابقت"، ص: ۳۷۔
[5] مولانا شبلی نعمانی، سوانح مولانا روم، اعظم گڑھ: دار المصنفین، ۱۹۳۳ء، ص: ۲۳
[6] نصابِ اسلامیات، درجہ ہشتم، KP ٹیکسٹ بک بورڈ، ۲۰۲۱ء۔

(Activity-Based Learning) کے ساتھ جوڑنا وقت کی اہم ضرورت ہے، جس سے طلبہ میں کردار سازی اور شعوری اطلاق پیدا ہو سکتا ہے۔

تدریس میں جدید ٹیکنالوجی کا کردار

اسلامیات کی تعلیم میں جدید ٹیکنالوجی (مثلاً: ویڈیوز، انٹرایکٹو بورڈز، پریزینٹیشنز) کا استعمال بہت محدود ہے، حالانکہ عصر حاضر میں ڈیجیٹل ٹولز طلبہ کی توجہ، فہم، اور دلچسپی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔[1]

"دین کی دعوت ہو یا تعلیم، اگر نئے ذرائع کو نظر انداز کیا جائے تو پیغام کی رسائی محدود ہو جاتی ہے۔"[2]

اسلامیات کی تدریس میں سیرت پر ڈاکیومنٹری، قرآنی آیات کی ملٹی میڈیا تلاوت، اور سیرت کو تصویری کہانیوں کے انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت موجود ہے، مگر اکثر اسکول ان سے محروم ہیں۔

مدارس، سرکاری و نجی اسکولوں میں انداز تدریس میں فرق:

مدارس، سرکاری، اور نجی اسکولز میں اسلامیات کی تدریس کا منہج، معیار، اور نظریاتی جھکاؤ مختلف ہوتا ہے۔

ادارہ	تدریسی انداز	نظریاتی رنگ	مواد کی گہرائی
مدارس	روایتی و زبانی	مذہبی	زیادہ (مگر محدود تنوع)
سرکاری اسکول	رسمی و نصابی	عمومی اسلامی	اوسط
نجی اسکول	امتحانی مرکوز	متنوع	متغیر (بعض اوقات کمزور)

یہ فرق فکری اور دینی تشخص میں طبقاتی تقسیم پیدا کرتا ہے، جو قومی ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ ہے۔ ایک متوازن، معیاری اور جامع نصاب کی اشد ضرورت ہے۔

"تعلیم ایک ہو، نصاب ایک ہو، تب ہی قوم ایک ہو سکتی ہے"[3]

اسلامیات کی تدریس میں اساتذہ، تدریسی مواد، عملی تربیت اور جدید ذرائع تعلیم کی شدید کمی ہے۔ اگرچہ نیت اصلاح کی ہے، مگر عملی سطح پر مربوط تربیت، جدید ذرائع کا استعمال، اور فکری ہم آہنگی پیدا کیے بغیر اصلاح ممکن نہیں۔ ایک جامع پالیسی اور قومی تعلیمی ہم آہنگی ہی اس خلا کو پُر کر سکتی ہے۔

طلبہ کے افکار و رویوں پر نصاب کے فکری و معاشرتی اثرات

اسلامیات کا بنیادی مقصد فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ہے۔ مثالی صورتحال میں یہ مضمون طلبہ میں خداشناسی، حسنِ اخلاق، اور حب الوطنی پیدا کرتا ہے۔ تاہم، موجودہ عملی صورتحال میں اس کے اثرات غیر متوازن ہیں۔[4]

"اسلامی تعلیم کردار سازی کی اساس ہے، لیکن جب وہ معلوماتی خاکہ بن جائے تو وہ اثر کھو دیتی ہے"[5]

اکثر اسکولوں میں اسلامیات کی تدریس محض نصابی ضرورت سمجھی جاتی ہے، اس لیے یہ طلبہ کے اندر مستقل رویوں اور افکار میں تبدیلی لانے میں ناکام رہتی ہے۔

مذہبی ہم آہنگی، فرقہ واریت اور نصاب کا تعلق

اسلامیات کا نصاب اگر متوازن ہو تو فرقہ واریت کے خلاف ڈھال بن سکتا ہے۔ مگر اگر اس میں کسی خاص مکتبِ فکر یا جزوی عقائد پر زور ہو تو یہ تعصبات کو بڑھا سکتا ہے۔[6]

---

[1] نیشنل ایجوکیشنل ٹیکنالوجی فریم ورک، وزارتِ تعلیم، ۲۰۱۹ء۔

[2] شیخ محمد الغزالی، جدید دنیا میں اسلامی دعوت، قاہرہ: دارالشروق، ۱۹۸۸ء، ص:۵۱

[3] سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلام اور جدید ذہن، لاہور: ترجمان القرآن، ۱۹۶۵ء، ص:۱۲۲

[4] ڈاکٹر انوار الحق، اسلامی تعلیم اور طلبہ کی شخصیت سازی (لاہور: الفلاح اکیڈمی، ۲۰۱۲ء)، ص:۴۴۔

[5] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ اسلامیات، اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی، ۲۰۱۰ء، ص:115

[6] ڈاکٹر خالد مسعود، اسلام اور فرقہ واریت (اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، ۲۰۱۰ء)، ص:۶۷۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

"اسلامیات کا نصاب اگر متوازن نہ ہو تو علمی و فکری تنوع کے بجائے شدت پسندی کو جنم دیتا ہے"[1]

کچھ درسی کتب میں ایسے الفاظ یا اسلوب موجود ہیں جو غیروں یا مخالفین کے خلاف منفی تاثر پیدا کرتے ہیں، جبکہ اسلام امن، دعوت، اور حکمت کا دین ہے۔ نصاب کو بین المسالک ہم آہنگی کے اصول پر استوار کرنا ہوگا۔

حب الوطنی، نظریاتی وابستگی اور تعلیمی مواد

اسلامیات کا نصاب صرف مذہبی شعور ہی نہیں بلکہ قومی شعور پیدا کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ اسلامی شخصیات کی سیرت، قربانی، اور قومی خدمات طلبہ میں محبتِ وطن کا جذبہ پیدا کر سکتی ہیں۔[2]

"وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے"[3]

بعض کتب میں تاریخی شخصیات کا ذکر موجود ہے مگر وہ صرف واقعاتی انداز میں ہے، جبکہ ان کا کرداری اور نظریاتی پہلو کمزور یا غیر واضح ہوتا ہے۔

اسلامیات کے مضامین میں موجود تنوع اور فکر کی وسعت

اسلامیات کے مضامین میں قرآن، حدیث، فقہ، اخلاقیات، سیرت، تاریخ، عقائد، عبادات شامل ہیں، جو ایک ہمہ جہت فکری ڈھانچہ مہیا کر سکتے ہیں۔ ایک مثالی نصاب میں قرآن کی آیات کے ساتھ ان کی عملی تطبیق، احادیث کے ساتھ جدید مسائل کی وضاحت، اور سیرت کے ساتھ زندگی کے مختلف پہلوؤں کا اطلاق شامل ہو۔

"اسلامیات وہ مضمون ہے جو فرد کو کلی انسان بننے کا موقع دیتا ہے—اگر اسے درست انداز میں پڑھایا جائے"[4]

بیشتر بورڈز میں مضامین تو موجود ہیں، مگر ان میں آپس میں فکری ربط، عملی رابطہ، اور بین المسائل تطبیق کا فقدان ہے۔ ایک موضوع دوسرے سے کٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

جدید چیلنجز اور اسلامیات کے نصاب کی جوابدہی

عصرِ حاضر میں طلبہ سوشل میڈیا، سائنسی افکار، لبرلزم، دہریت جیسے فکری چیلنجز سے دوچار ہیں۔ اسلامیات کا نصاب ان سوالات کا علمی، تحقیقی، اور فکری جواب دینے سے قاصر دکھائی دیتا ہے۔[5] مثلاً سائنس اور دین کا تعلق، انسانی حقوق کا اسلامی تصور، یا لبرلزم کا تجزیہ—یہ موضوعات اکثر نصاب سے غائب ہیں، جس سے طلبہ گمراہ کن بیانیوں کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔

"نصاب میں اگر سوالات نہ ہوں، تو طلبہ باہر سے جوابات ڈھونڈتے ہیں، اور ہر جواب درست نہیں ہوتا"[6]

اسلامیات کا نصاب فکری اور معاشرتی تشکیل میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے، لیکن اس وقت یہ کردار محدود، سطحی اور بعض اوقات غیر متوازن ہے۔ مذہبی ہم آہنگی، جدید چیلنجز، اور نظریاتی شعور جیسے میدانوں میں اس کی موجودہ حالت طلبہ کی فکری و اخلاقی نشوونما کے لیے ناکافی ہے۔ اس باب کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ نصابِ اسلامیات کی فکری جوابدہی، وسعت، اور ہم آہنگی از حد ضروری ہے۔

تدریس اسلامیات کے مقاصد اور نصاب کی ترتیب و تبویب

1. اس بات پر پختہ ایمان اور یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ صرف وہی خالق، مالک، رازق اور حاکم ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔
2. تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاسکیں اور عقیدہ ختم نبوت پر پختہ یقین رکھیں، نیز ان پر نازل کردہ آسمانی کتب پر ایمان لائیں اور قرآن مجید کو

---

[1] مولانا طاہر محمود اشرفی، قومی سیمینار برائے ہم آہنگی، لاہور، ۲۰۱۹ء
[2] قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء، وزارتِ تعلیم پاکستان، دفعہ ۵۔۳۔
[3] الطبرانی، المعجم الاوسط، حدیث: ۹۹۲۳
[4] ڈاکٹر فتح محمد ملک، اسلام اور انسان سازی، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۸ء، ص: ۶۲
[5] پروفیسر محمد رفیق، اسلامیات اور جدید فکری چیلنجز (لاہور: زاویہ پبلشرز، ۲۰۱۸ء)، ص: ۴۵۔
[6] ڈاکٹر اسرار احمد، تعلیم کا اسلامی تناظر، کراچی: مرکز اسلامیات، ۱۹۹۹ء، ص: ۸۱

آخری الہامی کتاب مانیں اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں پر پورے یقین اور صدقِ دل سے ایمان لا سکیں۔

3. اس بات پر ایمان لائیں کہ یہ دنیا فانی ہے، قیامت ضرور آئے گی اس یقین کے ساتھ آخرت کی بہترین تیاری کر سکیں۔[1]
4. رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور اسوہ حسنہ سے آگاہ ہوں۔ سچے دل سے سیرت اور اسوہ حسنہ کی اتباع کریں اور معاشرے میں اسلامی اقدار و تعلیمات کے احیاء کا فریضہ سرانجام دیں۔
5. قرآن مجید کی تلاوت کی اہمیت اور اس کے آداب سے واقف ہوں۔ قرآن مجید کی تجوید، رموز او قاف، درست تلفظ اور روانی کے ساتھ تلاوت کر سکیں اور اس کا مفہوم سمجھیں۔ ذوق و شوق اور خشیت و اخلاص کے ساتھ قرآنی تعلیمات کی پیروی کر سکیں۔
6. عبادات کی اصل روح اور ان کی اہمیت کو سمجھ سکیں اور خشوع و خضوع سے ان کی ادائیگی کر سکیں۔
7. معاشرتی زندگی میں آداب معاشرت، حسن اخلاق و معاملات اور حقوق و فرائض سے متعلق اسلامی تعلیمات کی اہمیت سے واقف ہوں اور ان کے فوائد و برکات سے آگاہ ہوتے ہوئے اپنی زندگی ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
8. اپنے وطن سے محبت، قومی یکجہتی و سلامتی، نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اور دفاع وطن کے لیے جدوجہد کر سکیں۔
9. روز مرہ زندگی میں اخلاق حسنہ مثلاً خدمت خلق، اخوت و مساوات، تحمل و بردباری، نظم و ضبط، سچائی، حیا، ایفائے عہد، عفو و درگزر کو اپنا سکیں۔ اور اخلاق رذیلہ مثلاً فضول خرچی، غرور و تکبر، نمود و نمائش اور ریاکاری وغیرہ کی تمام صورتوں سے اجتناب کر سکیں۔
10. لسانی، علاقائی، صوبائی، مذہبی، مسلکی، گروہی تعصب اور فرقہ وارانہ سوچ سے بالاتر ہو کر ملی اتحاد قائم کر سکیں۔
11. رواداری، برداشت اور صبر و تحمل کے جذبے سے سرشار ہو کر قومی حمیتی قائم کریں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کا لحاظ کر سکیں نیز دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے حقوق کا بھی خیال رکھ سکیں۔
12. ملکی اور بین الاقوامی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو کر ایک ذمہ دار شہری کا کردار ادا سکیں۔[2]
13. انبیاء کرام علیہم السلام، اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات، صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین مشاہیر اسلام اور صوفیائے کرام کی دینی خدمات اور کردار سے آگاہ ہو سکیں۔ اور اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
14. مسلمانوں کے تابناک ماضی پر فخر کر سکیں اور عظیم مسلمان شخصیت کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا سکیں۔
15. اس بات پر پختہ یقین کریں کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور زندگی کے ہر شعبے کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ قیامت تک تمام بنی نوع انسان کے لیے رہنمائی ہے۔ اس لیے دینی تعلیمات کو سمجھتے ہوئے انہیں عملی طور پر اپنا سکیں۔
16. اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جدید علوم اور ٹیکنالوجی سے استفادہ کریں جدید آلات اور ذرائع مواصلات مثبت اور موزوں استعمال کر سکیں۔
17. علم کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے تحقیق، غور و فکر، تدبر اور پرکھنے کا جذبہ بیدار کر سکیں۔ عہدِ حاضر کے نئے رجحانات کو اسلامی نقطہ نظر سے سمجھ سکیں اور اپنے مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔
18. نظریہ پاکستان کی حقیقی روح کو قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھتے ہوئے مملکتِ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں فعال کردار ادا کر سکیں۔
19. قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں حفظانِ صحت کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنی ذہنی اور جسمانی صحت کا خیال رکھ سکیں۔
20. قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں قدرتی اور فطرتی ماحول کے تحفظ اور فوائد کو سمجھتے ہوئے صفائی، شجرکاری اور پانی بچاؤ مہم جیسی سرگرمیوں میں پرجوش حصہ لے سکیں۔

---

[1] ہاشمی، رضیہ مقبول، تدریس اسلامیات (لاہور؛ مجید بک ڈپو، 1985ء)، 25۔
[2] ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی، علوم جدید کی اسلامی تشکیل، عمومی اصول اور خطوط کار (مترجم: پروفیسر سید محمد سلیم)، (لاہور: طبع ادارہ تعلیمی تحقیق، تنظیم اسلامی پاکستان)، 1989ء۔

21. اسلامی اقدار و روایات سے متصادم اور ثقافتی یلغار سے متاثر ہوئے بغیر قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق انفرادی، خاندانی اور معاشرتی زندگی استوار کر سکیں۔

22. مسلم شناخت کو اپنے ظاہری اعمال، کردار اور رویوں میں اختیار کر سکیں اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دے سکیں۔[1]

خلاصۂ بحث

یہ تحقیق پاکستان میں اسلامیات کے نصاب کے نظریاتی، تدریسی اور عملی پہلوؤں کا ایک جامع و تنقیدی مطالعہ ہے۔ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے جس کی تعلیمی بنیاد قرآن و سنت پر استوار کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اسی تناظر میں اسلامیات کو ہر تعلیمی سطح پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ تاہم، یہ تحقیق اس بات کا جائزہ لینے کی کوشش ہے کہ آیا اسلامیات کا موجودہ نصاب واقعتاً اس نظریاتی مقصد کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلامیات کے نصاب کی تیاری میں پاکستان کے آئینی نکات، خاص طور پر قراردادِ مقاصد اور آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۳۱ کا حوالہ تو دیا جاتا ہے، مگر عملی طور پر نصاب میں اسلامی فکر کی گہرائی، نظریاتی تسلسل، اور فکری جامعیت کی کمی محسوس کی جاتی ہے۔ نصاب میں عقائد، عبادات، اخلاقیات، اور سیرتِ نبوی ﷺ جیسے اہم موضوعات شامل ضرور ہیں، لیکن یہ عموماً معلوماتی انداز میں پیش کیے جاتے ہیں، جن میں فکری تشکیل، تنقیدی بصیرت، اور عملی تطبیق کا فقدان ہے۔ پرائمری سے اعلیٰ ثانوی سطح تک اسلامیات کے نصاب میں تدریجی ارتقاء موجود ہے، مگر یہ ارتقاء سطحی ہے۔ تدریسی مواد عموماً رٹہ سسٹم پر مبنی ہوتا ہے، جس سے طلبہ کی علمی، فکری، اور اخلاقی تربیت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اساتذہ کی تربیت بھی ناکافی ہے، اور ان کی نظریاتی وابستگی، تدریسی مہارت، اور فکری تیاری پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی۔ تحقیق کے دوران مختلف تعلیمی بورڈز (پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا، بلوچستان) کے نصابات کا تقابلی جائزہ لیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ درسی کتب میں لسانی، اسلوبی اور موضوعاتی تفاوت پایا جاتا ہے، جو قومی سطح پر فکری ہم آہنگی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ بعض کتب میں مذہبی شدت پسندی یا جزوی فقہی نظریات کو غیر متوازن انداز میں پیش کیا گیا ہے، جو طلبہ کے ذہن میں عدم رواداری اور تعصبات کو فروغ دے سکتے ہیں۔ اسلامیات کے نصاب کا طلبہ پر اثر سطحی حد تک موجود ہے۔ اگرچہ کچھ حد تک اخلاقی آگاہی، سیرت النبی ﷺ سے عقیدت، اور نماز و قرآن سے شغف پیدا ہوتا ہے، لیکن تحقیق سے یہ بات عیاں ہوئی کہ:

- طلبہ میں نقد و نظر، سوال اٹھانے کی صلاحیت، اور فکری تجزیہ کی کمی ہے۔
- جدید چیلنجز جیسے لبرلزم، دہریت، سائنسی اعتراضات، اور سوشل میڈیا پر پھیلنے والی مذہبی گمراہیوں کا مؤثر جواب نصاب فراہم نہیں کرتا۔
- مذہبی ہم آہنگی اور بین المسالک رواداری کے پہلو کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔

تحقیق سے مجموعی نتیجہ یہ نکالا جا سکتا ہے کہ موجودہ نصابِ اسلامیات نظریاتی اور تعلیمی طور پر اصلاح کا محتاج ہے۔ یہ نصاب نہ صرف طلبہ کی فکری تربیت میں ناکام ہے بلکہ قومی ہم آہنگی، مذہبی رواداری، اور جدید دنیا سے فکری مکالمہ کی صلاحیت بھی پیدا نہیں کرتا۔ اگر پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا مقصود ہے تو تعلیمی بنیادوں کو بھی اسی نہج پر استوار کرنا ناگزیر ہے۔

تجاویز و سفارشات:

1. اسلامیات کے نصاب کو نظریۂ پاکستان اور اسلامی تصورِ حیات سے ہم آہنگ بنایا جائے۔
2. نصاب میں روحانی، فکری اور تہذیبی پہلوؤں کو وضاحت کے ساتھ شامل کیا جائے۔
3. روایتی لیکچر بیسڈ ماڈل کی جگہ انکوائری بیسڈ، بحث و مباحثہ، اور پراجیکٹ بیسڈ لرننگ متعارف کروائی جائے۔
4. اسلامیات کی تدریس میں سیرت، کردار سازی، اور عملی سرگرمیاں شامل کی جائیں۔
5. اساتذہ کے لیے سالانہ تربیتی ورکشاپس اور نظریاتی اپڈیٹس کو لازم کیا جائے۔
6. تمام بورڈز کے درمیان نصاب میں فکری اور اخلاقی یکسانیت پیدا کی جائے۔

---

[1] ڈاکٹر محمد امین، ہمارا دینی نظام تعلیم، تعلیمی ثنویت کے خاتمے کا طریق کار، (لاہور: مکتبہ البرہان، طبع دوم 2014ء)، 233۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

7. مواد کی تیاری میں تمام مکاتبِ فکر کے نمائندہ علماء کو شامل کیا جائے تاکہ نصاب متوازن اور جامع ہو۔
8. نصاب میں ملحدانہ افکار، لبرلزم، اسلاموفوبیا، اور سائنسی اعتراضات کا علمی اور متوازن جواب شامل کیا جائے۔
9. اسلامیات میں جدید علوم کے ساتھ ربط پیدا کیا جائے، جیسے ماحولیات، ٹیکنالوجی، معاشیات وغیرہ۔
10. رٹہ سسٹم کی جگہ فکری، تحلیلی اور اخلاقی سوالات دیے جائیں۔
11. طلبہ سے روزمرہ زندگی میں اسلامی اقدار کے اطلاق سے متعلق سوالات پوچھے جائیں۔